بے واسطہ نظارۂ شان جمال کر — یہ بھی ہے اک خطا کہ نظر درمیاں رہے



حقیقت

(ہندی اور اسلامی تصوف پر بسیط نظر)

مصنفہ و مؤلفہ

باباگلاب چند آنند المعروف بہ شاہ آنند بنارسی
سری جے نارائن ستسنگ منڈلی
سی ۱۲/۲ سین پورہ جیت گنج شہر بنارس

بپاس خاطر عزیز شیخ عبداللہ قریشی کانپوری
بغرض رہنمائی رہروان راہ حقیقت اجازت طبع فرمودہ شد
سلیمانی پریس مچھودری پارک بنارس

این نسخہ نامِ الٰہی کہ توئی — وے آئینہ جمالِ شاہی کہ توئی
بیرون ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست — در خود بہ طلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

اور جب کلیت میں اپنی جزویت کو حلول کر دیا تو معرفت کی منزلِ آخر پر پہنچ گیا۔ اور جب اُس نے بطون میں کل کا مشاہدہ کر لیا بس حقیقت آشنا ہو گیا۔

ہماری جزویت کیا ہے؟ قدرت نے حالت الطف (کارن) سے لطیف (سوکشم) اور لطیف سے کثیف (استھول) میں ہو کر خلوت سے جلوت کے جانب نزول کیا ہے اور رنگارنگ کی اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ جنہیں سے ایک انسانی ہستی بھی ہے۔

انانیت (آہنکار) مبداء عالم ہے۔ اس کے تحت پانچ عناصر (تتو) پانچ خواص عنصری۔ پانچ حواس علمی (گیان اندری)۔ پانچ قوتِ افعالی (کرم اندری) پانچ انفاس (پران) یہ پچیس ۲۵ خواص ہیں۔ عناصر میں ہندی خلا کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس لئے وہ پچیس ۲۵ پرکرتیاں (خواص) مانتے ہیں ہمیں اس اختلاف سے سروکار نہیں ہے:۔

نقشہ ذیل سے انکی صاف صاف وضاحت ہو جائیگی۔

نمبر	عناصر	خواصِ عناصر	حواس	قوائے افعال
(۱)	خلا (آکاش)	آواز کلمہ (شبد)	کان	ہاتھ
(۲)	ہوا (وایو)	لمس (سپرش)	پوست چمڑا	پانوں
(۳)	آگ (اگنی)	شہود (روپ)	آنکھ	منہ
(۴)	پانی (جل)	ذائقہ (رس)	زبان	مقام بول (لنگ)
(۵)	خاک (پرتھوی)	بو (گندھ)	ناک	مقام براز (گدا)

مندرجہ بالا خواص و قواء عالم میں بصورت کل اور ہر انسان میں بصورت جزو قائم ہیں۔ انھیں کے امتزاج اور استعمال سے سارے اشکال جلوت میں آکر پھر وقت مقررہ پہ اصلی خزانہ میں واپس جاتے ہیں۔ چنانچہ جزویت کے علم سے واقفیت حاصل کرتا ہوا عارف جب اپنے بطون میں علم کلیت

بعونہ پیر مرشد ॐ श्री गुरु सदा सहाय

حقیقت یا وگیان اوستھا

گم شدم در وے۔ ندانم تا کیم من چیستم — تا لبم قلبم۔ حیاتم۔ جان گویا چیستم
آدمی نامم ولیکن۔ آدمی در اصل چیست — معنیم یا صورتم۔ اسم مسمیٰ چیستم
قطرہ در دریا۔ د۔ دریا گشت در قطرہ نہاں — آفتابم۔ سایہ ام۔ پیدا و پنہاں چیستم

علم حقیقت کا حصول دراصل عقل کے وسیلہ سے نہیں ہوتا جیسا کہ عام خیال ہے بلکہ حالت کیف میں بذریعہ قوت اشراقیہ یا حس باطن (انبھو شکتی) بطون میں اسکا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ درجہ صدہا بلکہ ہزارہا عابدوں۔ زاہدوں اور عارفوں میں سے کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ ؎

ہر گدا و خرے لائق اطلس نہ بود — لعل و گوہر مناسب خس نہ بود
عرفان گوہر۔ گوہر شناسے باید — بہ شناس گوہر۔ گوہر شناس ہر کس نہ بود

اس منزل اعلیٰ یا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنے کیلئے جو جو منازل طے کرنے پڑتے ہیں اُنکا ذکر باب ہائے ماسبق میں ہو چکا ہے۔ جب عابد پوری شرعی زندگی بسر کر لیتا ہے تب کہیں راہ طریقت میں قدم رکھنے کا مستحق ہوتا ہے۔ چونکہ آجکل کے لوگ پوری شرعی زندگی نہیں بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے طریقت کا دروازہ بند ہے۔ خواہ مخواہ کو شرعی کہلانے اور بحث مباحثہ کرنے اور غیروں کو اپنے مقابل ہیچ سمجھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ عملاً و فعلاً زندگی شرعی نہ بنجائے۔ یہ وہ منزل ہے کہ جہاں کا جو کا کہیں کا نہیں رہجاتا۔ اس درجہ میں جو کامیاب ہوا وہ شریعت سے طریقت اور طریقت سے معرفت اور معرفت سے حقیقت تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ اسکا جواب بہت ہی لمبا چوڑا ہے۔ میری رائے ناقص میں جس نے اوّل اوّل بحکم و بہ امداد پیر مرشد بذریعہ مجاہدات یا سیر وجود شغل اشغال۔ ذکر و فکر وغیرہ اپنی ہستی کو جو کل کا محض جزو ہے۔ جان لیا۔ وہ جزویت سے گزر کر کلیت سے موصل ہو سکتا ہے کیونکہ ؎

لوہے کو اپنے طرف کھینچ لیتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دونوں میں کونسا اندرونی تعلق ہے۔ اسیطرح کثرت میں وحدت سمائی ہوئی عارف کو نظر آتی ہے۔ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ ہاں جب کبھی موج میں آجاتا ہے تو کہہ اُٹھتا ہے کہ ؎

میں ہی گلُ میں۔ گلُ کے رنگ و بُو میں اور خاروں میں ہوں
دشت میں بھی۔ میں ہی ہوں۔ اور میں ہی گلزاروں میں ہوں
میں ہی دریا میں ہوں۔ دریا کی روانی میں بھی میں
میں ہی ریگستان۔ صحرا۔ اور کہساروں میں ہوں
میں زمین و آسمان میں۔ میں ہی اِن کے وسط میں
میں ہی سورج۔ چاند میں ہوں۔ میں ہی کل تاروں میں ہوں
کعبہ و بتخانہ۔ اور مے خانہ میں ہے میرا ظہور
زاہد و مینا و مُلّ میں۔ میں ہی میخواروں میں ہوں!!!
میں ہی تری گُن روپ برمھا۔ وشنو اور شیوجی میں ہوں
میں ہی دیوی۔ دیوتا میں۔ میں ہی اوتاروں میں ہوں
میں ہی نرگن۔ میں ہی سرگن۔ میں ہی دُوئیت ادُوئیت میں
شرک میں مشرک کے میں منکر کے انکاروں میں ہوں
رم رہا ہوں الغرض ۲ آنند۔ میں ہی ہر جگہ
ست گورو میں۔ اور اُنکے کفش برداروں میں ہوں (تخیلات آنند)

ثلاثہ تثلیث ۱ خالق ۲ پروردگار ۳ قضا و قدر ۴ لاصفت ۵ باصفت ۶ شرک ۷ وحدت ۸ پیر و مرشد

رُوح تمام اجسام میں عالم۔ علم اور معلوم کی صورت میں اُسیطرح موجود ہے جسطرح مختلف رنگ کے گایوں میں دُودھ ایک ہی رنگ کا رہتا ہے۔ قوّت ممیّزہ۔ حافظہ اور سہو کے ذریعہ صفات سہ گانہ عطا کر اُنھیں نمود میں لاتی ہے۔

۱۔ نمایاں ذرّہ ذرّہ میں جو ہو خود جلوہ گر ہوکر — عجب ہے ڈھونڈھتے ہو اُسکو تم اہلِ نظر ہوکر!
۲۔ زمین و آسمان میں اسطرح وہ جلوہ افگن ہے — یہاں شام و سحر ہوکر وہاں شمس و قمر ہوکر
۳۔ ثریّا۔ کہکشاں۔ قوس و قزح بنکر وہاں چمکا — یہاں ہے وہ نمایاں صورتِ شجر و ثمر ہوکر

کا مشاہدہ کر کے اپنی جزویت (خودی) کو تسلیم کلیت میں مبدل کر دیتا ہے بس حقیقت آشنا ہو جاتا ہے۔
اور درجۂ حق الیقین (وگیان اوستھا) کو حاصل کر کے سرور ابدی کے لذّت سے بہرہ ور ہوتا ہے جب
کبھی حالت جذب میں ہوتا ہے تو کہہ اُٹھتا ہے کہ ؎

جملہ معشوق ست۔ عاشق پردۂ زندہ معشوق ست۔ عاشق مردۂ

جسطرح ہوا خلامیں حرکت کرتی ہے اور خلا سے تعلّق نہیں رکھتی۔ جسطرح شبنم پھول پتیوں۔ سبزہ اور اولا وغیرہ پر گر کر رات بھر رہتی ہے اور طلوع آفتاب کے ساتھ عالم بالا کو چلی جاتی ہے۔ جسطرح مرغابی پانی پر رہتا ہے اور پر کو تر نہیں ہونے دیتا جسطرح کمل کا پھول پانی مین پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ پانی کے اوپر ہی رہتا ہے جسطرح ڈوئی۔ کلچھی (Spoon) یا چمچہ کھانے کے برتنوں کے اندر کی چیزون کو اُلٹتا پلٹتا ہے مگر ذائقہ سے سروکار نہیں رہتا۔ اسیطرح حقیقت آشنا اہل دُنیا میں رہتا ہُوا بھی دُنیا سے ملوث نہیں ہوتا ہے۔ بقول ؎

ہم اُس در پہ دھونی رمائے ہوئے ہیں ملائک جہاں سر جھکائے ہوئے ہیں
در بہیر۔ اُس در کو۔ کہتے ہیں فقرا کوئی کوئی۔ رمز اُسکا۔ پائے ہُوئے ہیں
اُنھیں کو۔ میسّر ہے۔ واں تک رسائی خودی کو جو۔ خود سے۔ گنوائے ہوئے ہیں
نہ وسعت کی خواہش۔ نہ تنگی سے کاہش جو آپے میں۔ اپنے سمائے ہوئے ہیں
جو اس بحر دُنیا میں۔ مرغابی آسا بجرتے ہیں۔ پر۔ پر بچائے ہوئے ہیں
جو شبنم سے۔ آتے و جاتے ہیں لیکن چمن سے۔ نہیں دل۔ لگائے ہوئے ہیں
بتائیں ہم آنند۔ اُس در کا کس کو
وہ جائیں گے۔ جو۔ دیکھ آئے ہوئے ہیں (تخیلات آنند)

عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سمائی ہے اور جب وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تب عارف بیساختہ کہہ اُٹھتا ہے کہ ؎

دو عالم چیست؟ نقش صورت دوست چہ جائے نقش صورت؟ بلکہ خود اوست
بصد آئینہ یک رُوئے مقابل اگرچہ صد نماید۔ لیک یک اوست

مگر حق الیقین کی کیفیت مین کثرت ہی میں وحدت موجود نظر آتی ہے۔ جیسے چمک (مقناطیس)

دیا ۲ آخر حنیف نبی نے　　اُوتم بھاگ ہمارا رے (آنند سمرتی) میرا نبی..

سری گوسائیں تلسی داس جی نے راماین میں لکھا ہے کہ ؎

اُلٹا نام جپت جگ جانا　　والمیک بھئے برہم سمانا

یعنی اسم اعظم کو والمیک نے اُلٹا ورد کر کے دُنیا کی ہستی کو جان لیا اور اس لئے برہم یعنی قادرِ مطلق کے مانند ہو گئے یا آنکہ اوس کی ذات میں اپنی ذات حلول کر گئے۔

چونکہ ہستی حادث ہستی قدیم (پورش پُرانا) سے شہود میں آئی ہے اس لئے ہستی قدیم کے جانب واپس جانے میں اُلٹے چلنا پڑیگا۔ مثلاً دُنیا وی کام کرنے میں آنکھ۔ کان۔ اور زبان کو کھلے رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر اُدھر کے جانب رُخ کرنے میں انکو اُلٹا کرنا پڑتا ہے یعنی ان ہر سہ قوائے افعالی کو بند کر دینا پڑتا ہے۔ بقول ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

یا آنکہ ؎ (۱)　تین بند لگا کے کر۔ منہ سے کچھو نہ بول
باہر کے پٹ بند کر۔ انتر کے پٹ کھول　(کبیر صاحب)

(۲)　تین بند لگا کے کر نام نرنجن لے
انتر کے پٹ جب کھلیں۔ باہر کے جب دے　(شاہ کمال)

اسی نوع آپ کلمۂ طیبہ کو اگر اُلٹا پڑھیے تو یوں ہوتا ہے۔

"محمدُ الرسولُ اللہ۔ ۲ لا اللہ۔ لا ۲ اِلٰہ"

اَب مندرجہ معنی اور اشارات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے ذرا ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا مطلب نکلتا ہے۔ اللہ کی بھیجی ہوئی چیز جسم میں کیا ہے؟ نورِ نبوی! اسے شناخت کر کے اس سے تعلق پیدا کیجئے یا دم سے ہمدم ہو رہیئے تب ہستی کے ظہور کا یا عالم کثیف یعنی ۲ لا اللہ کا پتہ ملیگا۔ جب اس ہستی کا پتہ لگ گیا تب لا اِلٰہ کے جانب جائیے یعنی عالم بطون میں علم اشراق کے ذریعہ سے ہستی بحت میں ہستی کثیف اور روح کو حلول کر دیجئے یا دوسرے لفظوں میں کثیف کو لطیف میں اور لطیف کو الطف میں یا ہندی فقرا کے اصطلاح میں منقول

۴۔ کہیں عاشق بنا شور و فغاں اور نالے کرتا ہے — کہیں آہوں میں چھپکر کام کرتا ہے اثر ہوکر
۵۔ کہیں معشوق بنکر لطف آہ و نالہ لیتا ہے — کبھی پہلو میں اُٹھ جاتا ہے خود دردِ جگر ہوکر
۶۔ کہیں بنکر کے زاہد گوشۂ مسجد میں رہتا ہے — کہیں میخانہ میں بن رند۔ لیٹا بے خبر ہوکر

حمید ہر شئے میں وہ موجود ہے آنند کی صورت
وہ کل ہر جزو میں موجود ہے شیر و شکر ہوکر

عارف اس مبداء عالم یعنی روح کی حقیقت کو جانتا ہوا بطون میں ملاحظہ کرتا ہے۔ اور ہستی حادث اور ہستی قدیم کو شامل شریک جانتا ہوا بلکہ یہی نہ جانتا ہوا نہیں نہیں بلکہ اس کا یقین کامل رکھتا ہوا ہستی بحت کو اپنی ہستی تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

اُو در دلِ من ست ۔ و دلِ من بدست اوست
چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ

عارفان ماسبق نے اس لطیفہ کو مختلف طرایق پر حسب خیال و تجربہ ذاتی ظاہر کیا ہے۔ مگر تصوف حمیدی میں اس کے جانب خاص اشارہ کلمۂ طیبہ کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ جس طرح سام وید کا اسم اعظم "تتومسی" ہے اُسیطرح کلام مجید کا کلمہ شریف "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" معبود لاشریک ہو۔ لفظ "لا" کا اشارہ بطون کے جانب ہے اور "اللہ" کا جانب ہستی بحت ہے جو لافانی ہے۔ جس نے کثیف صورت اختیار کی۔ اسی کے جانب "لا الٰہ الا اللہ" اشارہ کرتا ہے۔ "محمد الرسول اللہ" اشارہ کرتا ہے نور نبوی کے جانب جس کے بدولت ساری دنیا قائم ہے اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ پیدا کرتا جہان زمین اور آسمان کو۔ صوفی اس کے تائید میں کیا خوب کہتا ہے ؎

ٹیک :- میرا نبی خدا کا پیارا رے

نبی نہ ہوتے تو جگت نہ ہوتا — خود خدا نے صاف پکارا رے — میرا نبی
نور نبی دے آدم کو سرجا — سارا کیا پسارا رے — "...
لا الٰہ نہ کیا۔ الا اللہ — لیکے نبی کا سہارا رے — "...
بھیج کلام شریف جگت میں — کتنے پاپی تارا رے — "..

۱ سوکشم میں اور سوکشم کو کارن میں ملا دیجئے؛ ور حقیقت کا لطف نامتناہی اٹھائیے تب پتہ چلیگا کہ ــــ

آبے ست کہ دریا شدہ۔ امواج بر انگیخت۔ گہہ گشت حبابے
گہہ یخ شدہ۔ در عالم تکرار در آمد۔ درین دور چنان شد
ہر چند بگوئیم۔ رہ بیہودہ نہ پوئیم۔ رازیست نہفتہ
ہرکس کہ بفہمید سبکسار بر آمد، خود جملہ جہاں شد

اس لئے غواص بحر حقیقت سے اگر کوئی کچھ پوچھتا ہے تو وہ تحیر کی تصویر بنا ہوا کہتا ہے کہ ــــ

کیا کہیں اب کچھ کہا جاتا نہیں
آپ سے باہر ہوا جاتا نہیں

ہو رہے ہیں ہم بہفت بے دست و پا
اپنے مرکز سے ٹلا جاتا نہیں

قلب ساکت ہو رہا ہے اس طرح
در دل سے بھی اٹھا جاتا نہیں

طائر ہوش و خرد بے پر ہوئے
اب کہیں ان سے اڑا جاتا نہیں

ہیں کھلیں آنکھیں مگر بیکار ہیں
کان ہیں لیکن سنا جاتا نہیں

دم سے دم کچھ اسطرح دمساز تھے
نبض تک سے اب چلا جاتا نہیں

محویت کا کچھ عجب انداز ہے
عرض کچھ ہم سے کیا جاتا نہیں

ہم ہیں۔ یا ہم ہیں نہیں کس سے کہیں
دوسرا کوئی نظر آتا نہیں

جیتے جی مرنا۔ یہی آنند ہے
ہر کسی سے۔ یوں۔ مرا جاتا نہیں

(تخیلات آنند)

[illegible]

[illegible]

آبگینۂ آنند

حصہ اول

[illegible]

بابو گلاب چند آنند المعروف بہ شاہ آنند بناری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہدیہ ایک روپیہ [illegible]